نمبر ۱۴۳ | مورخہ ۱۱ جون سنہ ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۲ محرم سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بائیں ہاتھ کی ایک انگلی پر ایک پھنسی کے باعث کئی روز سے بہت تکلیف ہے۔ اور اس کے باعث روزانہ بخار بھی ہو جاتا ہے گزشتہ جمعہ کا خطبہ پڑھنے کی وجہ سے گلے میں بہت خراش پیدا ہو گئی۔ یہ تکلیف بھی بخار کا موجب بنی۔ گلے کی تکلیف بخار اور زخم کا علاج ہو رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ حضور کو صحت بخشے ؞

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حرم ثانی کو اگرچہ پہلے کی نسبت قدرے افاقہ ہے۔ مگر تا حال بخار ہو جاتا ہے احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں ؞

۱۰- جون کو لاہور میں جماعت احمدیہ کے ایک جلسہ پر میر قاسم علی صاحب اڈیٹر فاروق اور مولوی اللہ دتا صاحب بھیجے گئے ہیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

درازی عمر کا راز

"ہر ایک شخص چاہتا ہے۔ کہ اس کی عمر دراز ہو لیکن بہت ہی کم ہیں وہ لوگ جنہوں نے کبھی اس اصول اور طریق پر غور کی ہو جس سے انسان کی عمر دراز ہو۔ قرآن شریف نے ایک اصول بتایا ہے۔ واما ماینفع الناس فیمکث فی الارض یعنی جو نفع رسان وجود ہوتے ہیں۔ ان کی عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں سے درازی عمر کا وعدہ فرمایا ہے۔ جو دوسرے لوگوں کے لئے مفید ہیں۔ حالانکہ شریعت کے دو پہلو ہیں۔ اوّل خدا تعالےٰ کی عبادت۔ دوسرے بنی نوع سے ہمدردی۔ لیکن یہاں یہ پہلو اس لئے اختیار کیا ہے۔ کہ کامل عابد وہی ہوتا ہے جو دوسروں کو نفع پہونچائے۔ پہلے پہلو میں اوّل مرتبہ خدا تعالیٰ کی محبت اور توحید کا ہے۔ اس میں انسان کا فرض ہے۔ کہ دوسروں کو نفع پہنچائے اور اس کی صورت یہ ہے۔ ان کو خدا کی محبت پیدا کرنے اور اس کی توحید پر قائم ہونے کی ہدایت کرے۔ جیسا کہ وتواصوا بالحق سے پایا جاتا ہے۔ انسان بعض وقت خود ایک امر کو سمجھ لیتا ہے۔ لیکن دوسرے کو سمجھانے پر قادر نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کو چاہیئے کہ محنت اور کوشش کرکے دوسروں کو بھی فائدہ پہونچائے ہمدردی خلائق یہی ہے۔ کہ محنت کرکے۔ دماغ خرچ کرکے ایسی راہ نکالے۔ کہ دوسروں کو فائدہ پہونچا سکے۔ تاکہ عمر دراز ہو" (الحکم ۱۰- جولائی سنہ ۱۹۰۲ء)

تبلیغی رپورٹ

الجماعۃ الاحمدیۃ فی الدیار العربیۃ

ٹرپولی میں نئی جماعت

عیدالاضحیٰ کے روز طرابلس الشام (ٹرپولی) میں جماعت احمدیہ کے قائم ہونے کی خوشخبری ملی۔ گذشتہ سال علماء طرابلس نے میری کتابوں کے رد میں تین ٹریکٹ لکھے تھے۔ جن کے جوابات اسی وقت شائع کردیئے گئے تھے۔ اس کے بعد علمائے طرابلس تو بالکل خاموش ہو گئے۔ مگر ہماری کتابیں اور ٹریکٹ وہاں تقسیم ہوتے رہے کچھ مدت سے برادرم مصطفےٰ آفندی نویلاتی دمشقی جو مخلص احمدی ہیں۔ طرابلس میں کام کرتے ہیں۔ ان کے ذریعہ مندرجہ ذیل تین اشخاص سلسلہ میں داخل ہوئے۔ خالد محمد جمعادی۔ عبدالرحمان زعانیطی سید علی حیدر۔ خالد محمد جمعاوی نے اپنے مکتوب میں جو اس نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھا ہے نہایت مخلصانہ جذبات کا اظہار کیا ہے۔ سید علی حیدر شیعہ فرقہ سے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے اور ان کے ذریعہ دوسروں کو قبولیت حق کی توفیق عطا فرمائے۔ انہوں نے لکھا ہے ہم دوسروں کو بھی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اسی طرابلس کا ایک عالم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت قادیان میں آکر سلسلہ میں داخل ہوا تھا۔ جن کا نام محمد سعیدی النشار الحمیدی تھا۔ حضور نے ان کا ذکر اپنی کتاب نور الحق حصہ اول اور کرامات الصادقین میں کیا ہے۔

فلسطین کے دیہات میں تبلیغ اور نئے احمدی

عید کے روز تین اشخاص اور اس سے پہلے ایک شخص کبابیر میں اور ایک شخص طیرہ گاؤں سے اور ایک شخص حیفا سے سلسلہ میں داخل ہوئے۔ بعض اوقات ایک دو دوستوں کو دوسرے دیہاتوں میں بھی تبلیغ کے لئے روانہ کیا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ حدیرہ گاؤں کا نمبردار کبابیر میں میری ملاقات کے لئے آیا۔ اور دو روز قیام کیا۔ رخصت ہوتے ہوئے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کہنے لگا۔ آپ یقین جانیں۔ کہ یہ پہلا ہاتھ ہوگا۔ جو آپ کی ہر طرح مدد کریگا۔

یہ شخص امریکہ میں بھی آٹھ سال تک قریب رہ چکا ہے۔ میں اس کی باتوں سے اس نتیجہ پر پہونچا تھا۔ کہ وہ احمدیت کی حقانیت کو دل سے قبول کر چکا ہے۔ مگر وہ اس بات کی کوشش کرے گا۔ کہ پہلے گاؤں والوں کو اپنے ساتھ ملائے۔ چنانچہ عید کے دوسرے روز جب برادرم شیخ صالح و برادرم شیخ سلیم کو ان کے گاؤں میں بھیجا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ اس امر کے لئے خوب کوشش کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ ایک عکادی شیخ جب ان کے گاؤں میں آیا۔ اور لوگوں کو ہماری کتابیں نہ پڑھنے کی تلقین کرنے لگا۔ تو اس کی اس سے خوب خبر لی۔

نئے ٹریکٹ

دو ٹریکٹ آٹھ آٹھ صفحات کے ایک ایک ہزار کی تعداد میں شائع کئے گئے ہیں۔ ایک تو برادرم منیر الحصنی نے لکھا ہے جس میں مسلمانوں کو احمدیت کی طرف دعوت دی ہے۔ اور طرابلس الغرب کے مسلمانوں پر جو جو اطالوی لشکروں نے مظالم کئے ہیں۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ اس آواز پر لبیک کہیں جو اس وقت خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پہونچائی ہے۔ جسے قبول کرنے کے سوا ان عذابوں سے نجات پانا محال ہے۔ دوسرا ٹریکٹ میں نے مسیحیوں کے لئے لکھا ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کو تورات وانجیل سے مبرہن کیا گیا ہے۔ یہ ٹریکٹ ان دیہاتوں میں جہاں مسیحی کثرت سے آباد ہیں۔ تقسیم کیا جائے گا۔

مصر میں مباحثہ

برادرم عبدالحمید خورشید مصر سے تحریر فرماتے ہیں۔ ان کا ایک ازہری شیخ سے مسئلہ قضاء وقدر اور وفات وحیات مسیح علیہ السلام پر مباحثہ ہوا حاضری تیس کے قریب تھی۔ اکثر نے برادرم عبدالحمید کے پیشکردہ دلائل کی قوت کو تسلیم کیا۔ اور بعض نے شیخ کو اس کی سخت گوئی پر ملامت بھی کی۔ وہ لکھتے ہیں۔ اس روز مجھے اس قدر خوشی ہوئی۔ جو پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ آخر میں تمام احباب سے دُعا کے لئے عاجزانہ درخواست ہے۔

خاکسار جلال الدین شمس احمدی از حیفا فلسطین

امام صاحب مسجد احمدیہ لنڈن دارالعوام میں

مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے متعلق تقریر

جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب امام مسجد احمدیہ لنڈن اپنے ایک تازہ مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ ۱۸ مئی ۱۹۳۱ء پیر کے روز خاکسار کی تقریر ہاؤس آف کامنز میں دونوں ایوانوں کے کنزرویٹو ممبروں کے سامنے ہوئی۔ اس موقعہ پر مسٹر وارث امیر علی بھی اسی غرض کے لئے مدعو تھے۔ ان کی تقریر پہلے ہوئی۔ میری بعد میں۔ وہ سر ہائیکورٹ اوڈ وارڈ کی طرح یہی کہے جاتے ہیں۔ کہ ہندوستان کی پولیٹکل ایجی ٹیشن ان تعلیم یافتہ لوگوں میں محدود ہے۔ جو شہروں میں رہتے ہیں۔ خاکسار نے اس سے اختلاف کا اظہار کیا۔ اور یہ بتایا کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں ڈومینین اسٹیٹس کے لئے متحدہ مطالبہ تھا۔ مگر جب تک ہندو مسلمانوں کے ساتھ خاطر خواہ تصفیہ نہ کریں۔ تب تک مسلمان مطمئن نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد مختصر سوال وجواب ہوئے۔ صاحب صدر نے اور سر سیموئل ہور نے یقین دلایا۔ کہ جب تک مسلمان خود علیحدہ انتخابات نہ چھوڑیں گے۔ ہم کسی طرح بھی مخلوط انتخاب منظور نہ کریں گے اور مسلمانوں کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔ سر سیموئل ہور نے صوبہ سرحد کا بھی ذکر کیا۔ اور کہا۔ کہ اسے دوسرے صوبجات کے مساوی حقوق دینے مشکل ہیں۔ خاکسار نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ ہندو چونکہ مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کرتے نظر نہیں آتے۔ اس لئے برٹش قوم کو ہمارے حقوق کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور اس دوستی کا حق ادا کرنا چاہیئے جس کا مسلمانوں نے برٹش قوم کے ساتھ تمام اوقات میں اظہار کیا ہے۔

ضروری اعلان

کئی ایک احباب کی طرف سے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ کہ تعمیر مکانات کی کمیٹی کی اقساط کی ادائگی کب سے شروع ہوگی ان تمام دوستوں کے لئے جو سوسائٹی کے حصص خریدنے کی اطلاع دے چکے ہیں۔ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ سوسائٹی کے اکثر حصے خریدنے کی اطلاع آچکی ہے۔ بہت تھوڑے حصے باقی رہ گئے ہیں۔ کل ۱۲۰ حصے ہیں۔ اور اس وقت تک ۹۰ حصص خریدے جا چکے ہیں۔ بقیہ حصص خریدے جانے پر اطلاع کردی جائے گی۔ کہ فلاں تاریخ سے قسط کی ادائگی شروع ہوگی خریداران حصص مطلع رہیں۔

پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ قادیان

الفضل کا وفات مسیح نمبر

الفضل کے "مسیح موعود نمبر" میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو آخری تقریر شائع ہوئی ہے۔ اس میں احباب نے پڑھا ہوگا۔ کہ حضرت اقدس نے وفات مسیح کے مسئلہ پر آخری دم تک کیسی توجہ مبذول رکھی ہے ان بات کے احترام کے طور پر الفضل کا جون کا ماہواری ایڈیشن وفات مسیح نمبر شائع کیا جائیگا احباب کرام بہت جلد اپنے مضامین اور نظمیں ارسال کرکے ممنون فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۴۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ جون ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

گول میز کانفرنس میں گاندھی جی کی شمولیت

شملہ۔ نینی تال۔ اور دیگر مقامات میں سرکاری حکام سے ملنے کے بعد گاندھی جی پر گول میز کانفرنس کا ایسا جادو چل گیا ہے۔ کہ وُہ اس کے لئے ایک ایک لمحہ بڑی مشکل سے گزار رہے۔ اور بڑی بے تابی کا اظہار کر رہے ہیں۔ کچھ ہی دن ہُوئے۔ وُہ بار بار اعلان کر رہے تھے۔ کہ جب تک ہندو مسلم سوال کا تصفیہ نہ ہو۔ وُہ گول میز کانفرنس میں شریک نہ ہونگے۔ اور ایسی صُورت میں شرکت فضُول اور بے فائدہ قرار دیتے تھے۔ لیکن یکایک انہوں نے اعلان کر دیا کہ ہندو مسلم سمجھوتہ ہو۔ یا نہ ہو۔ وُہ لنڈن جانے کے لئے تیار ہیں البتہ اس کے ساتھ یہ کہا گیا۔ کہ آپ گول میز کانفرنس کی کارروائی میں حصّہ نہیں لینگے صرف اس میں کانگریس کی پوزیشن واضح کرینگے۔

ہمارا خیال

ہم نے گاندھی جی کے اس انقلاب پر اظہار رائے کرتے ہوئے لکھا تھا:۔

"جو شخص اپنے صریح اعلانات کو پس پشت ڈالتا ہُوا۔ اور ان کی کوئی پرواہ نہ کرتا ہُوا ہندوستان سے لنڈن تک کی اتنی لمبی چھلانگ لگا سکتا ہے۔ اس کا گول میز کانفرنس کے اجلاس میں شریک ہو کر کانگریس کی پوزیشن واضح کرتے ہُوئے معمولی سی جرأت کر کے کانفرنس کی کارروائی میں حصّہ لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ اور جس طرح کانفرنس کے انعقاد کا وقت قریب آنے پر گاندھی جی نے لنڈن جانے کے متعلق اپنے رویہ میں یہ خفیف سی تبدیلی کر لی ہے۔ کہ قلیل عرصہ کے نوٹس پر بھی لنڈن جانے کی درخواست کر دی ہے اسی طرح کانفرنس کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھکر اتنی سی تبدیلی وہ اور بھی کر لیں گے۔ کہ کارروائی میں حصّہ لینا شروع کر دیں گے"

اگرچہ گول میز کانفرنس میں حصہ لینے کے متعلق ہمارا خیال درست ثابت ہُوا۔ لیکن اس بات کا ہمیں اعتراف ہے۔ کہ اس تبدیلی کے لئے جو وقت اور جتنا عرصہ ہم نے قیاس کیا تھا۔ گاندھی جی کے شوق اور اضطراب نے اسے غلط ثابت کر دیا۔ اور انہوں نے اتنی جلدی اپنے بیان میں تبدیلی کی ہے۔ جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ آ سکتی تھی۔

سر چمن لال کا فقرہ

اس مرحلہ پر ان کے سمند شوق کے لئے سر چمن لال سیتلواد کا یہ فقرہ تازیانہ کا کام دے گیا:۔ کہ

"مہاتما گاندھی نے گول میز کانفرنس میں شرکت کرنے سے جو صاف انکار کر دیا ہے۔ اس سے معاہدہ دہلی کی متعدد شرائط میں سے ایک کی خلاف ورزی ہوتی ہے"

بھلا گاندھی جی جو ابھی ابھی سرکاری افسروں سے راز و نیاز کی باتیں کرنے کی حلاوت سے بہرہ اندوز ہو رہے تھے۔ ان کی دیانت اور شرافت کے راگ گا رہے تھے۔ اور جو نہ معلوم ہندو راج قائم کرنے کے متعلق کیا کیا خوشکن امیدیں باندھے ہُوئے تھے۔ کس طرح گوارا کر سکتے تھے۔ کہ معاہدہ دہلی کی متعدد شرائط میں سے کسی ایک کے متعلق بھی یہ کہا جائے۔ کہ اس کی انہوں نے خلاف ورزی کی ہے۔

گاندھی جی کا تازہ بیان

انہوں نے فوراً ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ سے ملاقات کر کے سر چمن لال کے بیان کی تردید کی۔ اور یہ پیغام دیا:۔

"سر چمن لال نے میرے متعلق جو کچھ کہا۔ اس کے بارے میں مجھ سے جو استفسار کیا جاتا ہے۔ اس سے مجھے بے چینی ہوتی ہے سر موصوف کی بڑی عمر اور عظمت کے پیش نظر وُہ بلا کسی کافی بنیاد کے جو بیان چاہیں۔ دے سکتے اور نکتہ چینی سے بچ سکتے ہیں جس حالت میں میں اہم گفت و شنید کر رہا ہوں مجھے زیادہ باتیں نہیں کرنی چاہئیں لیکن میں ایک عام بیان دینا چاہتا ہوں۔ جو یہ ہے۔ کہ میں نے مفاہمت کو خطرناک بنانے یا اس کی خلاف ورزی کرنے کے لئے جہاں تک میں کہہ سکتا ہوں۔ کوئی کارروائی نہیں کی۔ اگرچہ موجودہ حالات میں میں گول میز کانفرنس میں شامل ہونے کو طیار بلکہ مضطرب ہوں لیکن تصفیہ میں کوئی ایسی بات دکھائی نہیں دیتی۔ جس کی وجہ سے کانگریس کے لئے کانفرنس میں شامل ہونا لازمی ہو۔ سر چمن لال کے اس بیان کے متعلق کہ گاندھی جی کا رویہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ مجھے اس قسم کی تبدیلی کا کوئی علم نہیں۔ ایک اور سوال کے جواب میں کہا۔ اگر میں کانفرنس میں شامل ہو سکا۔ تو میں اپنی پوری سرگرمی اور طاقت کے ساتھ کانگرسی مطالبات پیش کرونگا۔ اور تمام کارروائیوں میں پُورا پُورا حصّہ لوں گا۔ محض ایک تماشہ بین کی حیثیت سے شامل نہیں ہُونگا"

ان سطور میں خاص طور پر قابل غور بات جو ہے۔ وُہ گول میز کانفرنس میں شمولیت کے لئے گاندھی جی کا طیار بلکہ مضطرب ہونا اور یہ اعلان کرنا ہے۔ کہ میں کانفرنس کی تمام کارروائیوں میں پُورا پُورا حصّہ لونگا۔

گاندھی جی کا سر کرنا

گئی تو وہ وقت کہ گاندھی جی گول میز کانفرنس میں شریک ہونا اور اس کی کارروائیوں میں حصّہ لینا تو الگ رہا۔ لنڈن جانا بھی اس وقت تک فضُول سمجھتے تھے۔ جب تک ہندو مسلمانوں کا سمجھوتہ نہ ہو جائے۔ اور اُٹھتے بیٹھتے اس کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ اور کہاں یہ حالت کہ کانفرنس کے انعقاد کا وقت جوں جوں قریب آتا گیا۔ اور وائسرائے اور دوسرے اعلیٰ حکام کی ملاقاتوں نے ان کے دل میں جب خاص امیدیں اور ولولے پیدا کر دیئے۔ تو وُہ اپنے سابقہ اعلانات کو فراموش کر کے کانفرنس کی طرف سرکنے لگے۔ پہلے پہل ان کی طرف سے یہ خواہش ظاہر ہُوئی۔ کہ وُہ لنڈن جا کر پبلک کو اپنے مطالبات کی معقولیت بتانا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے گول میز کانفرنس میں شریک ہونے لیکن اس کی کارروائی میں حصّہ نہ لینے کا اعلان کیا۔ مگر اس اعلان کی ابھی سیاہی بھی خشک نہ ہوئی ہوگی۔ کہ سر چمن لال سیتلواد کی ایک معمولی سی چٹکی پر انہوں نے اپنا عندیہ صاف صاف ظاہر کر دیا۔ کہ وُہ گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے تیار ہی نہیں۔ بلکہ اس کے لئے بے قرار ہیں۔ لیکن سادگی دیکھیے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہتے جا رہے ہیں۔ کہ مجھے اپنے رویہ میں تبدیلی کا کوئی علم نہیں۔

شانِ مہاتمائیت

ممکن ہے مہاتمائیت کی شان یہی ہو۔ کہ کوئی بات صاف نہ کہی جائے۔ اور جو کچھ کہا جائے۔ اس پر کاربند ہونا ضروری نہ سمجھا جائے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ جس قوم کے مہاتما جی کا یہ حال ہے۔ اس کے باقی افراد کہاں تک اپنی بات کے پکے اور قول کے سچے ہو سکتے ہیں گاندھی جی شوق سے گول میز کانفرنس میں شریک ہوں۔ اور جو کچھ کہنا چاہتے ہوں۔ خوشی سے کہیں۔ لیکن ایسے رنگ اور ایسے طریق سے کانفرنس کی طرف کیوں بڑھ رہے ہیں۔ جو خواہ مخواہ شبہات پیدا کر رہا اور بتا رہا ہے۔ کہ یہ روش ایک صاف دل اور نیک نیت انسان کی نہیں ہو سکتی۔

مسلمانوں کو دھمکی

گاندھی جی نے گول میز کانفرنس میں شریک ہونے سے انکار محض مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے کیا تھا۔ لیکن جب

اس میں انہیں ناکامی ہوئی۔ تو وہ علے الاعلان گول میز کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے اضطراب ظاہر کرنے لگ گئے۔ دراصل اس میں بھی مسلمانوں کو دھمکی دی جا رہی ہے۔ جب گاندھی جی یہ کہ رہے ہیں۔ کہ "میں گول میز کانفرنس میں پوری سرگرمی اور طاقت کے ساتھ کانگرسی مطالبات پیش کرونگا۔ اور تمام کارروائیوں میں پورا پورا حصّہ لونگا" تو مسلمانوں کو یہ سُنا رہے ہیں۔ وہ گول میز کانفرنس کے ذریعہ کانگرس کے مطالبات منظور کرنے پر انہیں مجبور کر دینگے ؛

ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے

مسلمان نمائندوں کو چاہیئے۔ کانفرنس میں ڈٹ کر گاندھی جی کا مقابلہ کریں۔ اور خوب اچھی طرح واضح کر دیں۔ کہ ان کی غرض ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنا ہے۔ اقلیتوں اور خاصکر مُسلمانوں کی انہیں کوئی پروا نہیں۔ اور اس صورت میں مسلمان بھی ان کی کوئی پروا کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ایک گاندھی نہیں۔ اگر ہزار گاندھی بھی گول میز کانفرنس میں شریک ہو کر شور مچائیں۔ تو مسلمان اپنے مطالبات سے بال بھر پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ حکومت اگر گاندھی جی کی رضاجوئی اور خاطر داری کے لئے مسلمانوں کے حقوق نظر انداز کرے گی۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ وہ پُرامن اور پابند قانون مسلمانوں کے مقابلہ میں شورش پسند اور قانون شکن لوگوں کے سامنے جھک گئی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ گورنمنٹ کا اس طرح دبنا ایک طرف تو شورش پسندوں کو مطمئن نہیں کر سکے گا ؛ اور دوسری طرف مسلمانوں پر نہایت ناگوار اثر ڈالے گا ؛

میکلیگن کالج کے مُسلمان طلبا کی عاقبت اندیشی

مغلپورہ انجنیئرنگ کالج کے مُسلمان طلبار کو پرنسپل کے خلاف شکایت پیدا ہونے اور کالج چھوڑ کر چلے آنے پر ایک طرف تو ہندوؤں کی یہ کوشش ہے۔ کہ پرنسپل کی اس زور شور سے حمایت کریں۔ کہ طلبار کی داد رسی نہ ہونے دیں۔ اور دوسری طرف وہ یہ جال بچھا رہے ہیں۔ کہ مُسلمان طلبا کو ملک اور حکومت کے مقابلہ میں کھڑی ہونے والی ہندو نوجوانوں کی سوسائٹیوں میں شامل کرلیں چنانچہ اول الذکر مدعا کے لئے جہاں سارے کے سارے ہندو اخبارات پرنسپل کی تائید اور مسلمان طلبار کے خلاف مضامین شائع کر رہے ہیں۔ وہاں مؤخر الذکر غرض کے لئے بھارت سبھا اور بعض دیگر سیاسی انجمنوں کے کارکنوں نے ان سے اظہار ہمدردی کیا۔ اور اپنی خدمات امداد کے لئے پیش کی ہیں۔ حتیٰ کہ بعض ہندو کانگرسی لیڈروں نے بھی ان کے پاس آمد و رفت شروع کر رکھی ہے۔ ان سب کی غرض و غایت ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ کہ مُسلمان طلبار کو ایسی حالت میں جبکہ غم و غصہ میں مبتلا ہیں۔ اپنے زیر اثر لا کر سیاسی شورش کا آلہ کار بنا لیا جائے۔ لیکن خوشی کی بات ہے۔ کہ مُسلمان نوجوانوں نے ایسی حالت میں بھی نہایت دُور اندیشی اور عقلمندی کا ثبوت دیا ہے۔ اور ان کی ایسوسی ایشن نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ

"ہماری ایسوسی ایشن سیاسیات سے کوئی واسطہ نہیں رکھتی۔ ہمارا گورنمنٹ سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ ہماری تمام تر ایجی ٹیشن صرف ایک فرد (پرنسپل وٹیکر) کے خلاف ہے۔ اس لئے ہمیں سیاسی انجمنوں سے کوئی سروکار نہیں۔ نہ ان کے عقائد سیاسی سے کوئی تعلق ہے"

یہ اعلان جہاں ان لوگوں کے لئے مایوسی کا باعث ہو سکتا ہے۔ جو مصیبت زدہ مُسلمان طلبار کو اپنا آلہ کار بنانے اور گورنمنٹ کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہاں گورنمنٹ کے لئے بھی قابل غور ہے۔ مسلمان طلبا نے انتہائی غیظ و غضب کی حالت میں بھی گورنمنٹ کے خلاف ایجی ٹیشن کرنے والوں اور ہر طرح کی امداد دینے کا وعدہ کرنے والوں کے ہتھے چڑھنے سے انکار کر دیا۔ اور صاف اعلان کر دیا۔ کہ ہمیں سیاسی انجمنوں سے کوئی سروکار نہیں۔ نہ ان کے عقائد سیاسی سے کوئی تعلق ہے۔ گورنمنٹ کو مسلمان نوجوانوں کے اس جذبہ کی قدر کرنی چاہیئے۔ اور ان کی شکایات دُور کرنے کے لئے ہمدردانہ توجہ کرنی چاہیئے۔

دو میں سے ایک کی رہائی

ریگولیشن نمبر تین ۱۸۱۸ء کے ماتحت لاہور کے دو نوجوان گرفتار کئے گئے۔ جن میں سے ایک ہندو مسٹر ویریندر مہاشہ کرشن ایڈیٹر "پرتاپ" کا لڑکا۔ اور دوسرا مسلمان مسٹر احسان الٰہی تھا دونوں کو ایک ہی الزام۔ ایک ہی قانون اور ایک ہی وقت میں گرفتار کیا گیا۔ لیکن ۲- جون کو مسٹر ویریندر تو اچانک رہا ہو کر اپنے گھر آ گیا مگر مسٹر احسان الٰہی جیل میں ہی ہے۔ ممکن ہے۔ ان میں سے ایک کی رہائی اور دوسرے کی نظربندی کی کوئی خاص وجہ بھی ہو جس کا گورنمنٹ کو ہی علم ہو سکتا ہے۔ لیکن ہمیں جو کچھ کہنا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بیرونی طور پر رہائی کے متعلق جو کوششیں کی گئیں۔ ان میں مسٹر احسان الٰہی کو قطعاً فراموش کر دیا گیا ؛

مسٹر ویریندر کے متعلق ہندو اخبارات نے پے بہ پے نہایت کثرت سے مضامین لکھے۔ اور اس کی رہائی پر بہت زور دیا۔ حتیٰ کہ اخبار "پرتاپ" (۵- جون) نے اب بڑے فخر سے اعلان کیا ہے۔ کہ

"ویریندر کی نظربندی پر میں نے گورنمنٹ کے خلاف لکھا ہے اور دل کھول کر لکھا ہے۔ اب کہ اس نے میرے مشورہ پر عمل کیا ہے چاہے لاچار ہو کر۔ میں کس مونہہ سے اس سے بازپرس کر سکتا ہوں"

پھر ویریندر کے متعلق اسمبلی میں سوالات دریافت کئے گئے غرض اس کے لئے جو کچھ بھی کیا جا سکتا تھا۔ کیا گیا۔ لیکن مسٹر احسان الٰہی ایک لاوارث کی حیثیت میں رہا۔ اب جو کچھ نتیجہ نکلا ہے۔ وہ ظاہر ہے کیا ان حالات سے یہ ثابت نہیں۔ کہ وہ مُسلمان نوجوان جو ہندوؤں کے ساتھ مل کر ان کی رفاقت اختیار کر کے اپنے آپ کو مشتبہ حالات میں ڈالتے ہیں۔ وہ مصیبت کے وقت کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور ہندوؤں کی ساری کوششیں صرف ہندو کو بچانے تک محدود ہوتی ہیں۔ دراصل اپنی قوم سے الگ ہو کر دُوسروں کے پھندے میں پھنسنے والوں کے لئے ایسی حالت میں سے گزرنا غیر معمولی بات نہیں ؛

ہندو مستورات کو طلاق کا حق

اسلام کے مسئلہ طلاق پر ہندو ہمیشہ اعتراض کرتے رہے ہیں۔ اور اکثر اوقات تہذیب و شرافت کے حدود قطع کر کے کرتے رہے ہیں۔ لیکن آخر انہیں بھی اس اسلامی مسئلہ کے آگے جھکنا پڑا۔ اور اس کی ضرورت تسلیم کرنی پڑی ہے۔ چنانچہ گاندھی جی کے شہر احمد آباد سے یکم جون کو حسب ذیل خبر بذریعہ تار بھیجی گئی ہے ؛

"ہندوستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ بڑے ہندو گھرانوں کی مستورات کے لئے خاص حالات میں شادی کے بندھنوں سے آزاد ہونے کی خاطر قانون پاس کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے بڑودہ ریاست نے اس قانون کو جاری کیا ہے۔ اس نئے قانون کی رُو سے عورتیں اپنے خاوندوں سے جو انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ گھر سے باہر نکال دیتے ہیں۔ یا تنگ کرتے ہیں۔ طلاق حاصل کر سکتی ہیں۔ قانون میں ہر ایسے معاملہ کی پیش بندی کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے عورت بلا قصور اپنے خاوند کے ہاتھوں سے مصیبت کا شکار ہوتی ہے"۔ (پرتاپ ۵- جون ۱۹۳۱ء)

یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ جس چیز کی ضرورت ایک مدت سے ہندوؤں میں محسوس کی جا رہی تھی۔ اسے پیش کرنے میں ریاست بڑودہ نے جرأت سے کام لیا۔ اور اپنی رعایا کے مظلوم طبقہ کی حق رسی کا رستہ پیدا کیا۔ امید ہے۔ اب سارے ہندوستان میں ہندو عورتوں کو یہ حق دے دیا جائیگا ؛

بلوہ بیول کا فیصلہ

پچھلے دنوں بیول ضلع راولپنڈی میں جو ہندو مُسلمانوں کا فساد ہوا تھا۔ حال میں سشن جج راولپنڈی نے اس کا فیصلہ سُنا دیا۔ کل ۴۳ مسلمان اس بلوہ میں ماخوذ تھے۔ جن میں سے تین کو تین تین سال قید اور پانچ کو چھ چھ ماہ قید سخت کی سزا دی گئی۔ اور باقی ملزم رہا کر دیئے گئے ؛

معلوم ہوتا ہے۔ فاضل سشن جج فساد کی تہ تک پہنچنے اور یہ سمجھنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ کہ اس کا موجب ہندو واردات تھی۔ جنہوں نے ایک مسلمان بستا کر کو ایک مکان میں بند کر کے اس کے منہ میں اس لئے سؤر کی ہڈی دی کہ اس نے گائے کا گوشت پکا کر... [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کا زمانہ بلوغت

سلسلہ احمدیہ کی چالیس سالہ جوبلی منائی جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۵ رجون ۱۹۳۱ء)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ آج سے چالیس سال پہلے جس امر کا وہم و گمان بھی نہیں تھا۔ آج ہم اپنی آنکھوں سے اسے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ یہ مضمون اس قسم کا ہے۔ کہ ایک احمدی اسے بیان کرتے وقت آسانی سے اپنے جذبات کو قابو میں نہیں رکھ سکتا۔ اور اس کے ساتھ

ذکرِ حبیب

ایسا وابستہ ہے۔ کہ محبت کے جذبات اطناب و طوالت کی طرف خود بخود لے جاتے ہیں۔ لیکن اتفاقاً سر درد کا دورہ جو مجھے مہینہ میں ایک دفعہ ہو جاتا ہے۔ آج جمعہ کے دن ہؤا ہے۔ اس وجہ سے پہلے تو میرا یہی ارادہ تھا۔ کہ میں جمعہ کے لئے نہ جاؤں۔ لیکن تھوڑی ہی دیر پہلے کسی قدر افاقہ ہو گیا۔ اور میں نے سمجھا۔ خطبہ پڑھنے کے لئے مجھے مسجد میں چلے جانا چاہیئے۔ پس آج اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے

خطبہ پڑھنے کا موقعہ

دیا ہے۔ اور چونکہ اس جلسہ کے بعد سے گلہ کی خرابی کچھ اس قسم کی ہو گئی ہے۔ کہ ہر خطبے کے بعد مجھے حرارت ہو جاتی ہے چنانچہ پچھلے جمعہ بھی ایسا ہی ہوا۔ اس لئے میں اپنی صحت کی خرابی کی وجہ سے

اختصار سے خطبہ

بیان کرنے پر مجبور ہوں۔ اگرچہ مضمون اطناب اور طوالت کی طرف کھینچتا ہے۔

چالیس سال

ہو گئے۔ وہ چالیس سال جن میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والی ہستیاں دینی بلوغت کا پہلا مقام حاصل کرتی ہیں۔ جس عرصہ کے متعلق اللہ اپنے کلام مجید میں بلغ اشدہ کا فرماتا ہے۔ وہ

بلوغت تامہ کا پہلا درجہ

قومی لحاظ سے ہماری جماعت پر آگیا ہے۔ ۱۸۹۰ء کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور ۱۹۳۰ء کے آخر میں پورے چالیس سال اس دعویٰ پر گذر گئے۔ گویا سلسلہ احمدیہ نے اپنی بلوغت کو پا لیا۔ لوگ کہتے تھے۔ اس بچہ کو ہم پیدا ہی نہیں ہونے دیں گے۔ پھر لوگ کہتے تھے۔ اگر یہ پیدا بھی ہو گیا۔ تو ہم اس کا گلا گھونٹ دینگے۔ جیسے فرعون نے کہا تھا۔ کہ بنی اسرائیل کے بچوں کا گلا گھونٹ دو۔ مگر یہ دوسرا درجہ تھا۔ ان کی پہلی کوشش یہ تھی کہ یہ بچہ پیدا ہی نہ ہو اور یہ حمل جو

روحانی حمل

ہے گر جائے۔ اسی کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام میں اشارہ ہے۔ کہ یریدون ان یروا طمثك واللہ یرید ان یریك انعامہ۔ الانعامات المتواترۃ انت منی بمنزلۃ اولادی یعنی لوگ تیرا حیض دیکھنا چاہتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے انعامات دکھلائیگا۔ جو متواتر ہوں گے۔ اور تجھ میں حیض نہیں۔ بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ نادان اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کے معنے یہ تھے۔ کہ جس طرح حاملہ عورت کو حیض نہیں آتا۔ اسی طرح دنیا میں اب ایک روحانی بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ مگر لوگ چاہتے ہیں۔ وہ روحانی حمل گر جائے۔ اور پھر دنیا میں حیض ہی حیض پھیل جائے۔ مگر فرمایا۔ ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ حائض کے نشو و نشوونما کا جو بچہ ہے۔ ہم اسے قائم رکھیں گے۔ اور اپنے وقت پر اسے دنیا میں پیدا کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس

روحانی حمل سے ایک بچہ

پیدا ہوا۔ دنیا نے پھر چاہا۔ کہ اس بچے کو فنا کر دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام میں بتایا گیا۔ کہ آپ کے کئی دشمن فرعون ہیں۔ اور فرعون کی یہی کوشش تھی۔ کہ بنی اسرائیل کے بچوں کو فنا کر دے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان کوششوں میں ان لوگوں کو ناکام رکھا۔ پس مخالفین کی پہلی کوشش تو یہ تھی۔ کہ اس بچہ کی ولادت ہی نہ ہو۔ مگر جب اس کوشش میں انہیں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اور وہ بچہ پیدا ہو کر طفل بن گیا۔ تو اس وقت چاہا۔ کہ اسے ہلاک کر دیں اور اس کا گلا گھونٹ دیں۔ مگر خدا نے بتایا تھا۔ یہ بچہ جوانی کو پہنچے گا اور بچپن میں نہیں مارا جائیگا۔ چنانچہ وہ زمانہ آیا۔ جب طفولیت سے نکل کر سلسلہ نے جوانی کی طرف اپنا قدم بڑھایا اس وقت بھی اس کے دشمن دنیا میں موجود تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے وہی سامان کیا جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے متعلق کیا تھا۔ یعنی وہ ہاتھ جو شیطان کی طرف سے اٹھ کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ اس کی بجائے خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے ہاتھ اٹھایا۔ اور اس ذریعہ سے انہیں ہلاکت سے بچا لیا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ پیشگوئی تھی۔ کہ حضرت اسمٰعیلؑ کے مقابلہ میں ان کے بھائیوں کی تلوار ہمیشہ اٹھی رہے گی۔ پس اس ابتلاء سے بچانے کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ راہ نکالی۔ کہ خود اپنے ہاتھ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آئے۔ یہ وہ قربانی تھی۔ جس نے

اسمٰعیلی نخل

کو ہلاکت سے بچا لیا۔ ہماری جماعت کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے الہامات میں

دو ختر اسمٰعیل

کہکر پکارا گیا ہے اور بتایا گیا ہے۔ کہ یہ بھی اسمٰعیلی سلسلہ ہے۔ اور اس کے ساتھ بھی دشمنوں کا اسی طرح سلوک ہوگا۔ جس طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ اس کے بھائیوں کا تھا۔ مگر جیسے حضرت اسمٰعیل کو خود ابتلا میں ڈالکر خدا نے دشمنوں کے ابتلاؤں سے بچا لیا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو خود ہی ابتلاؤں میں ڈالکر ہلاکت اور دوسروں کے حملوں سے محفوظ کر لیگا۔ پس خدا تعالیٰ نے جس طرح حمل کے وقت میں پھر رضاعت اور طفولیت کے ایام میں دشمنوں کے حملوں سے ہماری جماعت کو محفوظ رکھا۔ اسی طرح جب جماعت اپنی جوانی کو پہنچی۔ اور دشمنوں کی تلوار نے اسے ہلاک کرنا چاہا۔ تو اس وقت بھی خدا نے اس کی حفاظت فرمائی۔ اور دشمنوں کو ناکام رکھا۔ پھر وہ وقت آیا۔ جب جماعت احمدیہ اپنے کمال کو پہنچی اور ان ابتلاؤں میں سے گزری۔ جو اس کے لئے مقدر تھے۔ چنانچہ پہلے وہ ابتلاء آیا جبکہ

مسیحیت کا ابتلاء

کہنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو بتایا تھا۔ کہ آپ مسیح موعود ہیں۔ مگر وہ مسیح نہیں۔ جو صلیب پر لٹکایا جائے۔ بلکہ وہ جو اس لئے آیا ہے کہ صلیب کو توڑ دے۔ اور دجالی فتن کو پاش پاش کر دے۔ اس میں خدا نے پیشگوئی مخفی رکھی تھی۔ کہ جب جماعت اپنی ۳۳ سالہ عمر کو پہنچیگی جو مسیح موسوی کی ایک خاص وقت کی عمر تھی تو عیسائیت کی صلیب کو توڑ دیا جائیگا یہ کام خدا نے میرے سپرد کیا۔ کیونکہ پورے ۳۳ سال بعد جب وہ زمانہ آیا۔ جو

صلیبی فتن

کو توڑ دینے والا تھا۔ تو اس زمانہ میں خلافت کے مقام پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہوا تھا۔ اور میرے ذریعہ سے خدا تعالیٰ اسلام کی مدد کر رہا تھا۔ پھر جماعت کی

روحانی بلوغت کاملہ

کا زمانہ بھی میرے ہی زمانۂ خلافت میں آیا۔ یعنی آج ہماری جماعت کو پورے چالیس ہو گئے۔ گویا جس طرح مسیحیت کا زمانہ میری خلافت میں آیا۔ اسی طرح بلوغت کاملہ یعنی اشُدّ کے پہنچنے کا زمانہ بھی خدا نے میرے ساتھ وابستہ کر دیا۔ پس آج ہماری جماعت جتنا بھی خوش ہو۔ اس کا حق ہے۔ اور جسقدر بھی

اللہ تعالےٰ کا شکر

بجا لائے۔ کم ہے۔ کیونکہ آج ہماری جماعت کو قائم ہوئے چالیس سال ہو گئے۔ اور آج وہ روحانی بلوغت اسے حاصل ہو گئی جو چالیس سال گزرنے کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔

آج سے

چالیس سال پہلے

ہماری جماعت کی کیا حالت تھی۔ اس کا وہی لوگ اندازہ کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی آنکھوں سے وہ زمانہ دیکھا۔ جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے دعویٰ کیا۔ اسوقت میں بچہ تھا۔ دو پونے دو سال کی عمر ہو گی۔ پس اس وقت کے حالات تو میں جانتا نہیں تھا۔ مگر چھ سال کی عمر سے میں سلسلہ کے حالات دیکھتا آرہا ہوں۔ اور آتھم کے وقت سے میں سلسلہ کی حالت جانتا ہوں۔ بلکہ اس سے بھی کچھ پہلے کے حالات جب میری عمر پانچ سال یا ساڑھے پانچ سال کی تھی۔ اس وقت کے مجھے بعض واقعات یاد ہیں۔ دشمنوں کی شرارتیں یاد ہیں۔ ان کے منصوبے یاد ہیں۔ ان کی وہ کوششیں یاد ہیں۔ جو ہمارے خلاف شب و روز کیا کرتے تھے۔ اس زمانہ کے تمام واقعات میرے ذہن میں اسوقت تک ایسی صورت میں جمع ہیں۔ جس طرح غبار کے پیچھے سے کوئی چیز نظر آتی ہو۔ مجھے وہ زمانہ خوب یاد ہے جب ہمیں اپنے گھروں سے نکلنے نہیں دیا جاتا تھا۔ کیونکہ خطرہ تھا۔ کہ دشمن کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائیں۔ اس زمانہ میں ہمیں گھروں میں یوں بند رکھا جاتا۔ جیسے

کہتے ہیں۔ پرانے زمانوں میں بعضوں کو مجبوریں سالہا سال تک رکھا جاتا تھا۔ ہمیں نہایت سختی سے کہا جاتا۔ کہ کہیں سے کھانے پینے کی کوئی چیز نہ لینا۔ مبادا اس میں کسی دشمن کی شرارت ہو پھر ایک

یہ زمانہ

آیا۔ کہ ہم دیکھتے ہیں۔ مختلف مقامات میں احمدیت ایسی غالب ہو گئی ہے۔ کہ لوگ اس کے مقابلہ سے عاجز ہیں۔ اور کہتے ہیں اس درخت کا کاٹنا ناممکن ہے۔ لیکن باوجود احمدیت کی اس

عظیم الشان ترقی

کے ایک بات ہے۔ جو ہمیں مدنظر رکھنی چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ جہاں چالیس گزرنے پر بلغ اَشُدَّہٗ کی خوشخبری حاصل ہوتی ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی یہ بھی سنت ہے۔ کہ ایسے زمانہ میں ابتلاء بھی زیادہ پیدا کیا کرتا ہے

ہمارے سلسلہ کی زندگی کی مثال

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگیوں کی سی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام دونوں کی امتوں کو جو جو ابتلاء پیش آئے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ گو جو ابتلاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش آئے۔ وہ حضرت مسیح ناصری کو بھی پیش آئے۔ حضرت مسیح کو بھی تکلیف پہنچی۔ مگر وہ عارضی تکلیف تھی۔ جسے خدا تعالیٰ نے جلدی راحت سے بدل دیا۔ صرف چند گھنٹوں کی تکلیف تھی۔ جو حضرت مسیح ناصری کو پہنچی اس کے بعد خدا تعالیٰ نے انہیں وہاں سے بچا کر ایک نئے ملک میں جگہ دی۔ جہاں انکو آرام و آسائش سے رکھا۔ اس وجہ سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ مسیحیت کی تکلیف عارضی تھی۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکالیف بہت بڑھی ہوئی تھیں۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ حضرت مسیح کے

واقعات صلیب

سن کر ہم رقت محسوس کریں۔ مگر وہ روزانہ کی صلیب جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش ہوتی۔ وہ ایک دن کی صلیب سے لاکھوں گنے زیادہ تکلیف دہ تھی

پس جہاں چالیس سال پورے ہونے پر ہمیں خوشی ہے۔ کہ باوجود دشمنوں کی کوششوں کے خدا تعالیٰ نے سلسلہ کو زندہ رکھا۔ اور نہایت اعلیٰ مقام پر پہنچایا۔ لوگ چاہتے تھے۔ کہ یہ حمل گر جائے۔ مگر حمل نہ گرا۔ پھر وہ چاہتے تھے۔ اس روحانی بچہ کو ہلاک کر دیں۔ مگر اس میں بھی انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ پھر وہ زمانہ بھی ہم نے دیکھا جب مسیحیت کے زمانہ میں لوگوں نے پھانسی پر لٹکانا چاہا۔ مگر خائب و خاسر رہے۔ پھر وہ زمانہ بھی آگیا۔ جب موسوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے ابتلاؤں سے ہمیں گزرنا پڑا۔

اب اگر ہم حقیقی طور پر مومن ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں پر سچا ایمان رکھتے ہیں۔ تو ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ اب صرف بلوغت بلکہ

بلوغت کاملہ کی زندگی

ہمیں حاصل ہو۔ گو چالیس سالہ عمر بلوغت کاملہ کا ظہور ہے۔ مگر ایک بلوغت روحانیہ کا زمانہ چالیس سے پچاس سال بلکہ ترپن ۵۳ سال تک کا بھی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت ۵۲ سال کی عمر کے قریب قریب بنتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا دعویٰ اعلانِ دعویٰ کے لحاظ سے بہر حال ۵۰ سال سے اوپر کا ہے۔ اور اگر الہامات کے زمانہ کو شامل کر لیا جائے تو اس وقت آپ کی ۴۴۔ ۴۵ سال کی عمر بنتی ہے پس یہ بھی بلوغت کا ایک زمانہ ہے۔ جو پچاس کے قریب آتا ہے۔ اور یہ ایک قسم کی جوبلی ہے۔ کیونکہ پچاس سال کسی کا عمر پا جانا بڑی خوشی کی بات ہوا کرتی ہے۔ مگر پہلی بلوغت چالیس سال ہے۔ اور ہمیں سب سے پہلے اس بلوغت کے آنے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ کہ باوجود دشمنوں کی کوششوں کے ہماری جماعت چالیس سال کی عمر تک پہنچ گئی۔ اور میں سمجھتا ہوں ہمیں خاص طور پر اس تقریب پر

خوشی منانی چاہیئے

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قوانین میں سے ایک قانون یہ بھی ہے کہ اگر بندہ اس کی نعمت پر خوشی محسوس نہیں کرتا۔ تو وہ نعمت اس سے چھین لی جاتی ہے۔ اور اگر خوشی محسوس کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرے۔ تو زیادہ زور سے اللہ تعالیٰ کے فیضان نازل ہوتے ہیں۔ پس میرا خیال ہے۔ ہم کو اس سال

چالیس سالہ جوبلی

منانی چاہیئے۔ یعنی اس بات کی خوشی میں کہ سلسلہ احمدیہ نے اپنی روحانی بلوغت حاصل کر لی ہے یہ بھی کیا جائے۔ کہ

مقررہ تاریخوں پر جلسے

منعقد کئے جائیں۔ اور ان جلسوں میں سلسلہ کے حالات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے واقعات خصوصیت سے سنائے جائیں۔ مگر

سب سے بڑی جوبلی

یہ ہے۔ کہ ہم سال حال تبلیغ کے لئے مخصوص کر دیں اور اتنے جوش اور زور کے ساتھ تبلیغ میں مصروف ہو جائیں کہ ہر جماعت اپنے آپکو کم از دوگنی کرے۔ یہ جوبلی ایسی ہوگی۔ جو آئندہ نسلوں میں بطور یادگار رہیگی۔ اللہ تعالیٰ کیطرف سے آنیوالے اپنی یادگاروں کے قیام کے لئے اینٹوں پتھروں اور چونے کے محتاج نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ دنیا میں روحانیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہی انکی بہترین یادگار ہوتی ہے کہ اس مقصد کو پورا کر دیا جائے جس کے لئے وہ دنیا میں مبعوث ہوئے۔

پس بہترین ذریعہ اس یادگار کا یہی ہوسکتا ہے۔ کہ ہم خصوصیت سے اس سال

تبلیغ پر زور

دیں۔ اور اس نہایت ہی خوشی اور مسرت کی تقریب پر جماعت اپنے آپ کو دُگنا کرنے کی کوشش کرے۔ اور یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ بلکہ اگر سنجیدگی سے کوشش کی جائے۔ تو یقیناً ہر جماعت اس کوشش میں کامیاب ہوسکتی ہے۔ اور اس کی تبلیغ میں ایسی برکت ہوسکتی ہے۔ کہ لوگ خود بخود کھچے چلے آئیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ دو تین جماعتیں نہایت جوش کے ساتھ تبلیغی کام میں منہمک ہیں۔ جن میں سے ایک

لکھنؤ کی جماعت

ہے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ اگر انہوں نے اپنی تبلیغی کوششوں کو جاری رکھا۔ تو سال کے آخر تک وہ اپنے آپ کو ایک مستقل مبلغ کا مستحق ثابت کر دینگے۔ اسی طرح ڈیڑھ مہینہ ہوا۔ میں لاہور گیا تھا۔ وہاں کی جماعت کو میں نے نصیحت کی تھی۔ کہ وہ اپنی سُستی دور کرے۔ اور جوش کے ساتھ تبلیغی کام میں مصروف ہو۔ اس کے بعد

لاہور کی جماعت

نے تنظیم کی اور تبلیغی کام کو سنبھالا۔ تو میں دیکھتا ہوں۔ وہاں سے بہت خوش کن خبریں آرہی ہیں۔ اور کئی جگہیں ایسی ہیں۔ جہاں نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ اسی طرح

اور بھی کئی جماعتیں

ہیں۔ جو نہایت زور کے ساتھ تبلیغ میں مصروف ہیں۔

ضلع گورداسپور کی جماعت

بھی تبلیغی لحاظ سے اچھا کام کر رہی ہے۔ گو ہم اسے انتہائی نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اگر وہ کوشش کریں۔ تو اور بھی زیادہ اس کو وسعت دے سکتے اور اس کے شاندار نتائج پیدا کرسکتے ہیں۔ مگر بہرحال موجودہ کام بھی قابل تعریف ہے۔ اسی طرح اگر ہندوستان کی دیگر تمام جماعتیں یہ امر مدنظر رکھیں۔ کہ ہماری جماعت کا یہ چالیس سالہ عہد بغیر کسی عظیم الشان یادگار کے قائم ہونے کے نہ گزرے۔ جس کا طریق یہی ہے۔ کہ ایسی عمدگی سے تبلیغ کی جائے۔ کہ اس سال ہر جگہ کی جماعت اپنی تعداد کو دُگنی کرے۔ تو یہ کچھ بھی مشکل نہیں۔ ۱۸۹۰ء کے آخر میں غالباً نومبر یا اکتوبر کا مہینہ تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیحیت کا دعویٰ کیا۔ اس حساب سے اکتالیسواں سال پورا ہونے میں صرف پانچ یا چھ مہینے باقی ہیں۔ اور غالباً ممکن ہے۔ دسمبر بھی اس میں شامل ہو۔ اور ابھی پورے چھ ماہ وقت رہتا ہو۔ ہمیں ان

چھ مہینوں میں

اس جوبلی کی یادگار قائم کرنے میں پورا زور لگانا چاہیئے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا۔ اگر ہمارے عزیز اپنے اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کرنی شروع کر دیں۔ تو بہت حد تک جماعت کا حلقہ وسیع ہوسکتا ہے۔ احمدی اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کے پاس جائیں۔ اور ان سے کہیں۔ یہ دُوری اور بُعد آخر کب تک رہے گا۔ ہمارے اندر جو جدائی ہے۔ آؤ ہم خدا کے لئے اسے چھوڑ دیں۔ اور محض اسی کی رضا کے لئے آپس میں اتحاد کرلیں۔ اس طریق پر اگر سمجھایا جائے۔ تو خدا کے فضل سے مفید نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ مت سمجھو۔ کہ وہ تمہارے مخالف اور دشمن ہیں۔ تمہاری باتیں نہیں سنینگے۔ یاد رکھو۔

دِل خدا کے اختیار میں ہیں

اگر اخلاص اور سچائی کے ساتھ جاؤ۔ تو خدا کلام میں اثر ڈالیگا۔ اور دوسروں کے دِل تمہاری طرف کھنچے چلے آئینگے۔ اس نیت کے ساتھ جاؤ۔ کہ چالیس سالہ جوبلی کی یادگار قائم کرنی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعائیں کرتے جاؤ۔ کہ وہ تمہاری مدد کرے۔ اگر اس نیت اور اس ارادہ کے ساتھ جاؤ گے۔ تو یقیناً خدا تعالےٰ تمہاری تائید اور نصرت کریگا۔ پھر اس سے اُتر کر یوں تو ہر سال ہی جلسے ہوتے ہیں۔ مگر اس سال ایک تاریخ مقررہ پر جلسے کئے جائیں۔ اور ان جلسوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان خدمات پر روشنی ڈالی جائے۔ جو آپؑ نے اسلام کی اشاعت کے لئے سرانجام دیں۔ اسی طرح اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے آپؑ کی کوششوں کا ذکر ہو۔ آپؑ کی قربانیوں کا بیان ہو۔ اُن احسانات کا ذکر ہو۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام دنیا پر اور خصوصیت سے مسلمانوں پر کئے۔ اور اسطرح

تمام ہندوستان میں ایک ہی دِن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قربانیوں۔ احسانات۔ کوششوں اور آپؑ کی دینی جدوجہد کا ذکر ہو۔ اور سب لوگوں کو آپؑ کے کام سے واقف کیا جائے۔ اس کے متعلق میں انشاء اللہ بعد میں کوئی اعلان کروں گا۔ مگر اس پاک تقریب کو ہمیں بغیر کسی خاص خوشی منانے کے نہیں جانے دینا چاہیئے۔

پھر

ایک اور بات

ہے۔ جو ہماری جماعت کو مدنظر رکھنی چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ ترقیات کے ساتھ ساتھ

مشکلات اور مصائب

بھی پیدا ہوا کرتے ہیں۔ اور بغیر مشکلات اور تکالیف کے دینی یا دنیاوی ترقی دینا اللہ تعالےٰ کی سُنّت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ جب بھی کسی قوم کے لئے ترقیات کا وقت لاتا ہے۔ اس سے پہلے مشکلات بھی پیدا کر دیا کرتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ ۱۹۲۴ء میں ہمارے سلسلہ کے لئے

ایک نیا دَور

تھا۔ مگر اس دَور سے پہلے ایک لمبے عرصہ تک جو قریباً تین سال تک کا تھا۔ اپنی ذات میں بھی کئی قسم کی بیماریاں مشکلات اور تکالیف آئیں۔ اور جماعت بحیثیت مجموعی بھی کئی قسم کی مشکلات میں گرفتار رہی۔ اور مجھے رؤیا میں متواتر بتلایا جاتا رہا۔ کہ یہ تکالیف

ترقیات کا پیش خیمہ

ہیں۔ اس لئے ان سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ اس کے بعد میں نے اب دیکھا۔ کہ جب جماعت اپنی روحانی بلوغت کو پہنچنے والی تھی۔ اور ایک نیا دَور ہماری جماعت میں شروع ہونے والا تھا۔ تو تین سال پہلے سے ہی کہیں مباہلہ والوں کی شرارتوں کا آغاز ہوگیا کہیں اپنی صحت خراب ہوگئی۔ پھر جماعت بھی سخت مالی مشکلات میں گرفتار رہی۔ اور اور قسم قسم کے ابتلاء تھے۔ جو آئے۔ اور محض یہ بتانے کے لئے آئے۔ کہ اب کوئی

خاص تغیّر

سلسلہ میں واقع ہونے والا ہے جس طرح بچہ پیدا ہونے سے پہلے بھی ماں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور کچھ عرصہ بعد میں بھی۔ اسی طرح روحانی امور میں پہلے بھی تکالیف آتی ہیں۔ اور جب روحانی بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تو پھر بھی کچھ دیر تک رہتی ہیں۔ اور ابھی ہمیں یہ تکلیفیں کیا آئی ہیں۔ بہت سے ابتلاء ہیں۔ جو آنے والے ہیں۔ شیطان تو ایک بڑی فتنہ پرداز ہستی ہے۔ ایک چھوٹے بچے سے بھی اگر کوئی ایسی چیز لینی ہو جسے وہ نہ دینا چاہتا ہو۔ تو وہ بھی اپنا حق چھوڑنے کے لئے طیار نہیں ہوتا۔ ایک چور سے اپنا مال واپس لینے کے لئے لڑنا پڑتا ہے۔ پس جب ہم شیطان سے وہ بادشاہت لینی چاہتے ہیں۔ جو ہم سے چھین کر وہ لے گیا ہے۔ تو اس کا واپس لینا بھی کوئی آسان کام نہیں۔ بلکہ شیطان اس کے لئے لڑیگا۔ اور دم توڑ کر لڑیگا۔ اور پورا زور لگائیگا۔ کہ یہ چیز اس کے قبضہ سے نہ نکلے۔

پس ہماری جماعت کے دوستوں کو مشکلات کے مقابلہ کے لئے طیار رہنا چاہیئے۔ اور گھبرانا نہیں چاہیئے۔ یہ

مشکلات چیز ہی کیا ہیں

یہ تو مومن کے ایمان کو بڑھاتی۔ اور اسے تقویت پہنچاتی ہیں۔ نہ کہ ہمت کو پست کرتی اور کمزور بناتی ہیں۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مومنوں پر جب مشکلات آتی ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں۔ یہ تو وہی باتیں پوری ہو رہی ہیں۔ جو خدا نے پہلے سے ہمیں کہدی تھیں۔ پس بجائے ڈرنے اور خوف کھانے کے ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ اور بھی زیادہ خدا کے قریب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ ہر مصیبت پر بجائے گھبرانے کے بہ یقین اور ایمان رکھیں۔ کہ اب

خدا کی نصرت

بھی قریب آرہی ہے۔ اگر ہم مومن ہیں اور واقعی مومن ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام خدا کی طرف سے ہیں۔ اور واقعی خدا کی طرف سے ہیں۔ تو ہمیں اس بات پر بھی یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ ہر مصیبت جو ہم پر آتی ہے ہماری ترقی کا موجب ہے نزول کا موجب نہیں ہو سکتی مولانا روم فرماتے ہیں

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند ✽ زیر آں گنج کرم بنہادہ اند

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مصیبت بھی مسلمانوں پر آتی ہے۔ اس کے نیچے رحمت کا ایک مخفی خزانہ ہوتا ہے۔ یہی ایمان ہے جو انسان کو خدا کے قریب کرتا۔ اور اس کے فضلوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ ورنہ جو شخص مصیبتوں پر گھبراتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے کہ اب میں مرنے لگا۔ وہ مومن نہیں۔ بلکہ اپنے اندر

نفاق کا شعبہ

رکھتا ہے۔ حقیقی ایمان تو یہ ہے۔ کہ جس طرح ماں جب اپنے بچے کو چپیڑ مارنے لگے۔ تو وہ خیال کرتا ہے۔ شائد مجھے پیار کرنے لگی ہے۔ کیونکہ اس کو اپنی ماں کی محبت پر کامل یقین ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان خدا کے متعلق بھی یہی خیال اور یقین رکھے۔ کہ وہ ہر وقت اپنی رحمتیں اور برکتیں ہی نازل فرمائیگا۔ پس اگر ہمیں خدا کی محبت پر یقین ہے۔ تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اگر اس کی طرف سے کوئی ابتلاء بھی آئے۔ تو وہ ہمیں جگانے اور بیدار کرنے کے لئے ہوگا۔ ہلاک کرنے کے لئے نہیں جسطرح ماں جب اپنے بچے پر ہاتھ اٹھاتی ہے۔ تو کسی دشمنی کیوجہ سے نہیں۔ بلکہ اس کی اصلاح اور تادیب کے لئے۔ اور اس میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ

ماں اور باپ کا تھپڑ

دوسروں کے پیار سے زیادہ اپنے اندر پیار رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ سراسر اصلاح کے لئے ہوتا ہے۔ پس اگر ماں باپ کی سزا صرف اصلاح کی غرض سے ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ابتلاء آئے کیونکر سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ وہ ہمیں تباہ کرنے کیلئے ہے۔ پس مشکلات سے کبھی مت ڈرو۔ بلکہ خدا کی نصرت پر یقین رکھو۔ اور اس سے دعائیں کرو۔ مجھے اس خطبہ اور چالیس سالہ جوبلی کی طرف

ایک رؤیا

سے تحریک پیدا ہوئی ہے میں نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ سلسلہ کے راستہ میں بعض مشکلات درپیش ہیں میں نے دیکھا بعض دوستوں نے ان کے ازالہ میں کوتاہی کی اور رؤیا میں یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا وہ دشمنوں کی شرارتوں سے خوف کھا رہے ہیں۔ تب اچانک میں نے دیکھا۔ کہ دشمنوں میں سے ایک نے وار کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے غیر معمولی سامان پیدا کر دیئے۔ کہ وہی وار الٹ کر اس پر جا پڑا۔ جس نے وار کیا تھا۔ اور جب میں نے دیکھا۔ کہ بعض دوست ڈر رہے ہیں۔ اور دشمن اپنا وار کر چکا۔ اور وہ وار الٹ کر اسی پر جا پڑا۔ تو میں نے خود اس کے حملے کا مقابلہ کرنا چاہا۔ اسی اثناء میں ایک اور دشمن ظاہر ہوا۔ اس نے میرا مقابلہ کیا۔ مگر باوجود اس کے کہ

اسکا وار مجھ پر تھا۔ اور باوجود اس کے کہ وہ وار مجھ پر پڑا بھی۔ مگر نقصان مجھے نہیں پہنچا۔ بلکہ اس دشمن کو نقصان پہنچ گیا۔ پھر ایک تیسرے دشمن نے وار کرنا چاہا۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہ وار کرتا۔ خدا نے اسکا ہتھیار اس سے چھین لیا۔ پھر چوتھی مرتبہ ایک اور دشمن ظاہر ہوا۔ اور اس نے بھی وار کرنا چاہا۔ مگر خدا نے وار کرنے سے پیشتر ہی اس وار کا خود اسے ہی شکار کر دیا۔ تو چار متفرق طور پر وار ہوئے۔ اور چاروں میں خدا تعالیٰ نے

غیر معمولی تائید

اور نصرت فرمائی۔ ایک وار دشمن نے کیا۔ مگر وہ الٹ کر اسی پر پڑ گیا دوسرا وار بظاہر نشانے پر پڑا۔ لیکن نقصان مجھے نہیں پہنچا۔ بلکہ اسی کو پہنچا جس نے وار کیا تھا۔ پھر تیسرے نے وار کیا۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہ وار کرتا اس کا ہتھیار اس سے چھین لیا گیا۔ پھر چوتھے نے وار کیا۔ مگر خدا نے وہی وار اسپر وارد کر دیا۔ یہ چار وار ہیں۔ اور دراصل یہ چار دہائیوں کے قائمقام ہیں۔ ہم اس وقت تک چار دہائیاں ختم کر چکے ہیں۔ یعنی

جماعت کی چالیس سالہ

زندگی پوری ہوئی۔ اور ہر دس سالہ زندگی پر دشمن نے مار کھائی پہلے دس سال میں مجددیت کے مقابلہ میں دشمن کھڑا ہوا۔ دوسرے دس سالوں میں خیال نبوت کی تشریح والی۔ تیسرے دس سال میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے جانشینوں میں دشمن نے ان کا مقابلہ کرایا۔ اور چوتھے دس سال میں سلسلہ کی بنیاد مختلف بلاد میں مضبوط کر دی۔ پس یہ چار ترقیات ہیں جو جماعت کو حاصل ہوئیں اور یہ چار دور ہیں جن سے ہماری جماعت گذری اور ہر ترقی پر دشمن نے ہمارا مقابلہ کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ابھی یہ چار وار اور کس رنگ میں کب اور کس شکل میں ہوں۔ مگر اتنا ضرور ہے۔ یہ چار دور ختم ہو چکے اور نئے حملے جاری رہیں گے۔ پس ہمیں بھی ان حملوں کے مقابلہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اور اس خوشی کا بھی اظہار کرنا چاہیئے جو چالیس سال عمر دیکر خدا نے ہمیں اپنے فضل سے نوازا ہے اور ہمیں اپنے عمل اور طریق سے دشمن کو بتا دینا چاہیئے۔ کہ مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا۔ یاد رکھو

اللہ تعالیٰ کی نصرتیں

اسی وقت تک آنے سے رکی رہتی ہیں۔ جب تک دلوں میں بزدلی اور دشمنوں کا خوف سمایا ہوا ہو۔ تمہارے رستہ کی ساری روکیں صرف تمہاری طرف سے ہیں دشمنوں کی طرف سے نہیں۔ خدا تعالیٰ نے دشمنوں کی پیدا کردہ روکوں کے متعلق تو بہت پہلے سے کہہ دیا ہے کہ میں انہیں دور کروں گا۔ اور انکی تجاویز کو انکی کوششوں میں کامیاب نہیں ہونے دونگا۔ اس نے پہلے سے کہہ رکھا ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا"۔ پس دشمنوں کے تباہ ہونے کی خبر تو تمہیں پہلے سے مل چکی ہے اب صرف ایک ہی چیز ہے جو تمہاری ترقیات میں روک ہے۔ اور وہ تمہاری اپنی بزدلی اور خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ گو روحانی سلسلوں کے دشمنوں کو تباہ ضرور کرتا ہے۔ مگر اپنے بندوں کے ہاتھ سے ہی کراتا ہے۔ اگر بندے غفلت سے کام لیں بزدلی دکھائیں۔ اور اپنی زندگی بسر کریں جس میں ہوشیاری نہ ہو تو گو پھر بھی انکی نصرت آتی ہے مگر دیر سے۔ لیکن اگر وہ دلیر ہوں جری ہوں اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوں۔ تو بہت جلد انکی مدد آتی ہے۔ پس

دلیر بنو!

اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔ کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہونی چاہیئے۔ جو تمہیں ڈرا سکے خواہ تمہارے مقابل پر کوئی دشمن ہو یا نہ ہو۔ تمہارے دلمیں یہ احساس ہونا چاہیئے۔ کہ اگر قطار در قطار بھی دشمن کھڑا کر دیا جائے۔ اور خدا کیلئے تمہیں ذبح ہونا پڑے تو تیار ہو جاؤ۔ اور اپنے دلمیں ذرا بھی ملال پیدا نہ کرو۔ یہ مت خیال کرو کہ اسوقت کوئی دشمن نہیں جس سے ہمارا مقابلہ ہو۔ کیونکہ کوئی نہیں جانتا۔ کہ کب ایسے مقابلہ کیضرورت پیش آجائے۔ مومن بیشک امن پسند ہوتا ہے اور کوئی ایسا موقعہ پیدا نہیں ہونے دیتا جسکی وجہ سے مصائب میں پڑے لیکن دلمیں یہ ضرور احساس ہونا چاہیئے کہ اگر خدا کیلئے جیل میں جانا پڑے تو بخوشی جیلوں میں چلے جائیں گے میں مسلمانوں کو دیکھتا ہوں۔ کہ جب بھی

جیل میں جانے کا سوال

انکے سامنے آجاتا ہے۔ معاً ان کے سارے جوش ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ یوں تو بیٹھے بیٹھے تلوار نکالکر دوسروں کے سر پھوڑنے کیلئے تیار ہو جائیں گے۔ مگر جیل کا نام سنکر گھبرا جائیں گے۔ لیکن ایک

سکھ قوم

ہے جو جیل کا ذرہ بھی ڈر محسوس نہیں کرتی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ اب سکھ جیلخانوں سے نہیں ڈرتے بلکہ جیلخانے سکھوں سے ڈرنے لگے ہیں۔ کیونکہ گورنمنٹ ڈرتی ہے کہ اگر اتنے آدمیوں کو جیل خانے میں بند کر دیا۔ تو انہیں کھلانے کیلئے کہاں سے۔ ایک آدمی پر پچاس ساٹھ روپے ماہوار بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی خرچ آتا ہے۔ کھانے اور کپڑے کے اخراجات۔ رہائش کا انتظام اور نگرانی پر جو خرچ ہوتا ہے۔ اگر سب کا اندازہ لگایا جائے۔ تو پچاس ساٹھ روپیہ فی آدمی پڑتا ہے۔ اور اگر دس ہزار آدمی قید خانے میں ہوں۔ اور پانچ لاکھ ہی ماہوار اخراجات کی اوسط ہو۔ تو ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اور اگر ایک لاکھ قیدی ہوں تو پچاس لاکھ ماہوار۔ اور چھ کروڑ روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ اگر اس قدر آدمی گورنمنٹ قید کر لے۔ تو باقی ملکوں کو کس طرح چلائے۔ اور لوگوں کو تنخواہیں کہاں سے دے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ جب سکھوں نے کہہ دیا۔ کہ ہم جیل خانے جاتے ہیں۔ ہمیں قید کا کچھ فکر نہیں۔ تو گورنمنٹ کو اپنی فکر پڑ گئی۔ کیونکہ تھوڑے لوگوں کو تو وہ قید کر سکتی ہے مگر سارے کے سارے جب قید ہونے کے لئے تیار ہو جائیں۔ تو انہیں کہاں قید کر سکتی ہے۔ اسی لئے گورنمنٹ نے گذشتہ ایام میں یہ طریق رکھا۔ کہ وہ سکھوں کو گرفتار کر کے ریل میں بٹھا کر لے جاتی۔ اور انہیں دور دراز جگہوں میں چھوڑ آتی۔ کیونکہ وہ سمجھتی تھی۔ انہیں قید کرنا اپنے سر مصیبت لینا ہے۔ تو سکھوں نے قید سے ڈرنا چھوڑ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اب جیلخانے ان سے ڈرنے لگے ہیں پہلے تو گورنمنٹ دھمکی دیتی تھی کہ اگر تم فلاں بات سے باز نہ آئے۔ تو ہم تمہیں قید کر دیں گے۔ اور یا اب یہ حالت ہے۔ کہ پہلا سا گورنمنٹ سے کہتی ہے۔ کہ اگر ہمیں یہ حق دینا ہے۔ تو دیدو۔ ورنہ ہم جیلخانے جاتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ

دلیری بڑی چیز ہے

تم موت کے لئے طیار ہو جاؤ موت تم سے بھاگنے لگے گی جیلخانوں کے لئے طیار ہو جاؤ۔ جیلخانے تم سے دور بھاگینگے اور مار کھانے کے لئے طیار ہو جاؤ تو مارنے والے تم سے بھاگنے لگیں گے۔ پس دلیر بن جاؤ۔ اور یقین رکھو۔ کہ ہر چیز تمہاری خادم ہے اور تمہیں کوئی چیز گزند نہیں پہنچا سکتی اسی کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس الہام میں اشارہ ہے کہ "آگ سے ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے" یعنی چونکہ ہم آگ سے ڈرتے نہیں۔ اس لئے آگ نہ صرف ہماری غلام ہے بلکہ ہمارے غلاموں کی بھی غلام ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ جب کوئی قوم فیصلہ کر لیتی ہے۔ کہ ہم نے کسی سے نہیں ڈرنا۔ تو تمام ... اس سے ڈرنے لگتی ہیں۔ پس اپنے دلوں سے بزدلی نکال دو۔ اور یاد رکھو کہ جس دن تم نے بزدلی دور کر دی اسی دن تمام قومیں تم سے ڈرنے لگیں گی۔ پھر

اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں

بھی کرو۔ جب اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہو رہے ہوں۔ اس وقت ایسے ایسے رنگ میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ کہ انسان حیران رہ جاتا ہے ابھی چند دن کا واقعہ ہے۔ مجھے ایک مشکل درپیش تھی اور میرے ذہن میں اس کا کوئی حل نہ آتا تھا طبیعت میں ایک قسم کی گھبراہٹ تھی اور میں حیران تھا کہ کیا کروں۔ دل میں خیال آیا۔ میں نے کاغذ اور قلم رکھ دیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی میرے پاس اس مشکل کا کوئی حل نہیں اور میرے واہمہ میں بھی نہیں آتا کہ میں اس کا کیا حل نکالوں تو خود ہی اپنے فضل سے میری رہبری فرما۔ صرف ایک منٹ میں نے دعا کی ہوگی۔ پھر میں اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ ابھی پانچ منٹ بھی نہیں گذرے تھے کہ وہ مشکل جس کا حل میرے واہمہ میں بھی نہیں آتا تھا۔ حل ہو گئی۔ یعنی پانچ منٹ کے اندر ہی میرے دروازے پر دستک ہوئی اور جس مشکل کی وجہ سے میں گھبرا رہا تھا۔ اس کا حل حاصل ہو گیا۔ پس جو اللہ تعالیٰ کے حضور گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی اعانت کرتا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی مدد کا پورا یقین ہونا چاہئیے اور جس وقت یقین سے دعا کی جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سے رد نہیں کی جاتی۔ بلکہ قبول ہو جاتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ

سے کسی نے پوچھا سب سے زیادہ توجہ سے آپ کس کا کام کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں اس شخص کا کام سب سے زیادہ توجہ سے کرتا ہوں۔ جو مجھے یہ کہہ دے کہ اے ابن عباسؓ تیرے سوا میرا یہ کام کوئی اور شخص نہیں کر سکتا اگر ابن عباسؓ کے دل میں اتنی غیرت ہو سکتی ہے۔ کہ جب کوئی شخص ان پر بھروسہ کرے تو وہ ان کا کام کر دیں۔ تو کیا ہمارے مولیٰ میں اتنی بھی غیرت نہیں کہ ہم کہیں خدایا تیرے سوا ہمارا کوئی مددگار نہیں۔ تو وہ ہماری التجا نہ سنے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جب ہم یقین سے کہیں کہ خدایا تو نے ہی یہ کام کرنا ہے تو وہ کام پورا بھی کر دیتا ہے مگر نقص یہی ہے کہ یقین کی کمی ہے۔ سو منہ سے تو کہتے ہیں کہ خدایا یوں کر مگر دل خدا کی نصرت پر یقین نہیں رکھتا۔ ایسی دعا خدا کی درگاہ سے رد کر دی جاتی اور دعا کرنے والے کے منہ پر ماری جاتی ہے پس

دُعائیں کرو

عبادت کی عادت ڈالو اور ذکر الٰہی کیا کرو اور ضروری بات یہ ہے کہ

تہجد کی عادت

ڈالو مجھے افسوس ہے ہماری جماعت میں بہت کم ایسے لوگ ہیں جو تہجد کے لئے اٹھتے ہیں۔ اگر زیادہ نہیں کر سکتے تو کم از کم اتنا تو کریں جو ایک دفعہ انصار اللہ کے بچوں سے میں نے کہا تھا۔ کہ یہ عہد کرو کہ

جُمعہ کی رات

تہجد ضرور پڑھنی ہے۔ ایک رات تہجد پڑھ لو اور چھ راتیں سو لو۔ اسی طرح آہستہ آہستہ باقی دنوں میں بھی اٹھنے کی عادت ہو جائے گی۔ اگر دوست اتنا ہی عہد کر لیں اور اسے پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اور جمعہ کی رات تمام جماعت اٹھ کر

اللہ تعالیٰ کے حضور

دعائیں کرے۔ تو ہماری متحدہ دعائیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے میں عظیم الشان اثر دکھائیں گی۔ پس کم از کم ہفتہ میں ایک دن سوائے سفر یا بیماری یا ایسی ہی کسی اور معذوری کے جو استثنائی صورتیں ہیں۔ ہر جمعہ کی رات اٹھو اور تہجد پڑھا کرو اگر ہم اس طرح کریں۔ تو بہت بڑی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ ہماری جماعت کے لاکھوں آدمی اگر ہر جمعہ کی رات تہجد کے لئے اٹھیں۔ اور سب اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوں تو ہر ہفتہ میں ایک دن ہمیں رمضان جیسی برکتوں والا میسر آ سکتا ہے۔ پس جو لوگ تہجد پڑھا کرتے ہیں وہ تو پڑھا ہی کریں۔ مگر وہ جو اٹھ نہیں سکتے انہیں میری یہ نصیحت ہے کہ وہ کم از کم جمعہ کی رات ضرور اٹھیں اور تہجد پڑھیں میں

جُمعہ کی تخصیص

اس لئے کرتا ہوں تا سارے دوست ایک ہی رات اٹھیں اور مشرق و مغرب کے احمدی اللہ تعالیٰ کے حضور سلسلہ عالیہ کی کامیابی اور اپنے اندر اخلاص تقویٰ اور طہارت پیدا ہونے کے لئے چلائیں پس اس جوبلی کی یادگار اس کو بھی حصہ ہی قرار دے لو کہ تمام بالغ احمدی خواہ وہ مرد ہوں۔ یا عورتیں۔ کوشش تو یہ کریں کہ ہمیشہ تہجد پڑھیں۔ لیکن اگر ہمیشہ اس پر عمل نہیں کر سکتے تو جمعہ کی رات مخصوص کر لیں۔ اور سب اللہ تعالیٰ کے حضور متفقہ طور پر دعائیں مانگیں میں

اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا

کرتا ہوں۔ کہ جیسا اس نے حمل کے ایام میں ہماری حفاظت فرمائی رضاعت اور طفولیت کے اوقات میں ہمارا پاسبان رہا اور جوانی کے وقت بھی ہمیں اس نے دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رکھا وہ ہمارے کہل کا زمانہ اس سے بھی زیادہ بابرکت بنائے۔ اور بلغ اشدہ کا زمانہ جو اس نے ہمیں عنایت فرمایا ہے اس میں وہ ہمارے سلسلہ کو اکناف عالم میں پھیلائے اور ایسے ایسے اسباب پیدا فرما دے جو ہماری جماعت کی بیش از بیش ترقیات کا موجب ہوں ⁂

وصیتیں

نمبر ۳۳۳۵ :۔ مَیں محمد ابراہیم خان ولد خلیفہ اصغر علی خان قوم پٹھان ساکن بستی دانش منداں تحصیل وضلع جالندھر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۳/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ قریباً پانچ گھماؤں اراضی اندازاً پانچہزار روپے کی ہے مکان رہائشی قریباً دو ہزار روپے۔ لیکن میرا گزارہ اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمدنی پر ہے۔ جوکہ اس وقت -/۱۵۰ روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اسی قدر اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ فقط

العبد :۔ محمد ابراہیم میڈیکل افسر باڈی گروڈہ بندھیل کھنڈ۔ سنٹرل انڈیا۔ گواہ شد۔ محمد ابراہیم سکرٹری وصایا ننکانہ صاحب

گواہ شد۔ فضل محمد خان کلرک ملٹری فائنس نئی دہلی۔

نمبر ۳۳۳۶ :۔ میں غلام رسول ولد نور محمد قوم کھوکھر ساکن تلمبہ تحصیل خانیوال ضلع ملتان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۳/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ سوائے ۱/۳ حصہ قطعہ اراضی واقعہ محلہ دارالبرکات قادیان جس کی اندازاً قیمت دوسو روپیہ ہے۔ اس وقت میری ماہوار آمدنی -/۶۰ روپے ہے۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔

العبد :۔ غلام رسول گڈس کلرک ریلوے سٹیشن قلعہ شیخوپورہ۔ گواہ شد۔ محمد ابراہیم سکرٹری وصایا ننکانہ صاحب۔ گواہ شد :۔ محمد شریف وکیل۔ منٹگمری۔

نمبر ۳۳۳۷ :۔ میں محمد علی ولد چوہدری حیات محمد جٹ باجوہ ساکن داتہ زید کا ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷ ۳/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ زمین زرعی دس گھماؤں واقعہ داتہ زید کا۔ جس کی کل قیمت ایک ہزار روپیہ ہے۔ لیکن میرا گزارہ اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جوکہ اس وقت -/۴۵ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں۔ تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ فقط۔

العبد۔ محمد علی خان پولیس کنسٹیبل تھانہ ڈیپارچہ تحصیل سرہند ضلع نواب شاہ سندھ۔

گواہ شد۔ محمد شریف وکیل منٹگمری۔ گواہ شد۔ محمد ابراہیم سکرٹری وصایا۔ ننکانہ صاحب۔

نمبر ۳۳۳۸ :۔ میں اللہ دتا ولد احمد الدین قوم درزی ساکن لالہ موسے تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ ۳/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری کوئی جائداد نہیں۔ میری ماہوار آمد قریباً -/۴۰ روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میری کوئی اور جائداد بعد میں بن گئی۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میں کوئی رقم بمد وصیت اپنی زندگی میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کردوں۔ تو اتنی رقم بعد ادائگی منہا کردی جائے گی۔

العبد :۔ اللہ دتا فائرمین جی کلاس انجن شیڈ نوشہرہ چھاؤنی۔ گواہ شد۔ محمد الیوین مدرس تہال۔ گواہ شد۔ محمد ابراہیم سکرٹری وصایا۔ ننکانہ صاحب۔

نمبر ۳۳۳۹ :۔ میں عبد الوحید خان ولد رجب علی خان پٹھان احمدی ساکن سنور ریاست پٹیالہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ ۳/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد کوئی نہیں۔ بلکہ ماہوار آمدنی -/۲۵ روپے ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد

عبد الوحید خان کمپونڈر میڈیکل سٹور۔ پٹیالہ۔

گواہ شد : محمد حسین نقل نویس برنالہ۔

گواہ شد :۔ محمد ابراہیم سکرٹری وصایا۔ ننکانہ صاحب

ترقی کا راز

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدی فرم سے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خرید فرمائیں۔ انگلستان جس چیز کے ذریعہ ترقی کر کے ۱/۴ حصہ دنیا پر قابض ہوا وہ سپورٹس ہی ہے۔ اسلئے احباب سپورٹس مین بننے کی کوشش کریں۔

والی بال کیس زرد رنگ ۱۲ پیسز اول درجہ	فی عدد	
〃 〃 〃 دوم	〃	
رنگین سرخ و سبز درجہ اول	〃	
نیٹ عمدہ اول درجہ نیتہ دو طرفی	〃	
〃 〃 دوم 〃 یکطرفہ	〃	
〃 〃 سوم	〃	
بلیڈر نمبر ۴ برائے والی بال نمبر ۴	۱۲ /	
ہاکی سٹکس ایڈ سیون اول درجہ رگڑدار عمدہ قسم		
〃 〃 دوم		
لیدر بونڈا اول درجہ عمدہ قسم		
〃 〃 دوم		
بال سفید چمڑا اول درجہ ریکارڈ کراؤن		
〃 〃 دوم سولجر		
〃 〃 سوم پاپولر		

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

نئی چیز
مطلب کی بات

ہر قسم کی کمزوری غشی ہا سٹیریا دمہ دق و دیگر مرد و عورت کے طرح طرح کے امراض کے لئے آپ کے مقامی ڈاکٹروں کی ادویات سے بہتر کم قیمت زود اثر مجرب امریکہ و جرمنی کی تیار شدہ ہومیو پیتھک دویات

ملنے کا پتہ

ڈاکٹر محمد حسن احمدی ایم ڈی ایچ ایس

جیلری اکبر پور کان پور

سنہری موقع (بالخصوص ایجنٹوں کیلئے)

فائدہ - کفایت - راحت - نفاست - ندرت

تجارت کا - خرچ کی - پسندیدہ چیز کی - بہتر ساخت کی - نئے نمونہ کی

۴۳۲

پارچہ گراں اور نرخ ارزاں

آپ کیلئے آپکے اہل و عیال کے لئے اور آپ کے آشنا و احباب کے لئے سراسر مسرت کا مقام ہے کہ آج ہم بہترین پارچہ بہترین قیمت پر نذر کرتے ہیں۔ اب اور آئندہ ضروریات پوشیدگی کا فکر ہرگز دامنگیر نہ ہوگا۔

منفعت بخش تجارت

ہر کہ ومہ اور ہر غریب و امیر کے پسند خاطر او مقبول عام کٹ پیس و سالم تھان خرید کیجئے۔ دیکھئے۔ اور آزمائیے۔ ہاں تجربہ شرط ہے۔

تنخواہ دار ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے!

شرائط معمولی اور بے حد فائدہ رساں ایجنسی کے خواہاں اور خریدار پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں۔

دی اینگلو امریکن ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ کلکتہ برانچ بمبئی

سرمہ نور (رجسٹرڈ)

(قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ)

ایک اکاسی سالہ بزرگ کی شہادت

جناب قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب منیجر اخبار الفضل کے والد بزرگوار فرماتے ہیں

میں نے سرمہ نور چند روز استعمال کیا مجھے بہت مفید ثابت ہوا۔ بفضلہ تعالیٰ اب میں بغیر عینک بھی لکھ پڑھ سکتا ہوں حالانکہ میری عمر ۸۱ سال ہے۔

جناب رب ایڈیٹر اخبار الفضل تحریر فرماتے ہیں

میں نے آپکا سرمہ نور استعمال کیا ہے۔ خارش چشم اور ککروں کے لئے مفید پایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسکا استعمال عوارض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔

غرض بے شمار شہادتیں ثابت کر رہی ہیں

انشاء اللہ تجربہ سے آپ کو بھی ثابت ہو جائیگا کہ دھند، غبار، جالا، پھولا، سرخی، ناخونہ، خارش، پانی بہنا، ککرے، اندھراتا غرض امراض چشم کیلئے سرمہ نور بے نظیر علاج ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے۔ چھ ماشہ ایک روپیہ۔

ملنے کا پتہ

شفاخانہ رفیق حیات قادیان دارالامان (پنجاب)

حب اٹھرا

اگر آپ کو اولاد حاصل کرنے کی حقیقی تڑپ ہے تو آپ اپنے گھر میں حب اٹھرا استعمال کرائیں۔ اس کے کھانے سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ مرض اٹھرا کی شناخت یہ ہے۔ کہ اس سے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس بیماری کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی نور الدین صاحب مرحوم طبیب کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گو دبھری بے مثل گولیاں حضور کی مجرب اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں جن کو اٹھرا نے گل کر رکھا تھا۔ آج وہ خالی گھر خدا کے فضل سے پیارے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان گود بھری گولیوں کے استعمال سے بچہ خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ آزما کر فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ عہ شروع حمل سے آخر رضاعت تک ۹ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں۔ یکدم ۹ تولہ منگوانے پر عہ تولہ اور نصف منگوانے پر صرف محصول معاف۔

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آگئے ہوں۔ خاتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ سے پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔

قیمت بارہ آنے

سرمہ نور العین

اس کے اجزاء موتی و ممیرا ہیں۔ یہ آنکھوں کے امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند۔ غبار۔ ککرے۔ خارش۔ جالا۔ ظفرہ۔ ضعف چشم۔ پڑبال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیسدار پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرست کرنا۔ اور پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اسپر ختم ہے۔

قیمت فی شیشی دو روپیہ (عہ)

المشتہر

نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— ۵ جون کی صبح جموں پولیس کا ایک مسلمان کنسٹیبل تلاوت قرآن کر رہا تھا۔ کہ ایک ہندو سارجنٹ نے یہ کہتے ہوئے قرآن چھین کر زمین پر دے مارا کہ تم یہ بکواس پڑھ رہے ہو آناً فاناً شہر میں یہ خبر پھیل گئی۔ اور تمام مسلمانوں نے عام ہڑتال کر دی۔ حتیٰ کہ معمار۔ نجار اور مزدوروں نے بھی کام چھوڑ دیا۔ مہاراجہ اور وائسرائے کو تار دئے گئے۔ ملک کے ہر حصہ میں ہندوؤں کی مسلم آزاریاں روز بروز بڑھ رہی ہیں

—— جموں سے ۶ جون کی خبر ہے کہ حکومت کشمیر نے ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن کو خلاف قانون قرار دیدیا ہے اور صدر۔ سیکرٹری اور خازن عنقریب گرفتار کر لئے جائیں گے

—— ضلع مظفر پور کے ایک گاؤں میں مسلمان مسجد بنانا چاہتے تھے۔ مگر ہندو مزاحم تھے۔ مسلمانوں کو بذریعہ عدالت یہ حق حاصل کرنا پڑا۔ مسجد بنانے کے بعد جب وہ ایک دن نماز عصر پڑھ رہے تھے۔ تو ہندوؤں نے تیز دھار آلات سے مسلح ہو کر ان پر حملہ کر دیا۔ جس سے کئی مسلمان زخمی ہوئے۔ اور ایک جاں بحق ہو گیا۔

—— رسول انجینئرنگ سکول کے تنازعہ کا تصفیہ کرنے کے لئے چیف انجینئر صاحب وہاں گئے۔ علاقہ کے معزز مسلمانوں کا ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سکول میں مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت کا پورا پورا نقشہ کھینچا۔ چیف انجینئر صاحب نے ہمدردانہ غور کرنے کا وعدہ کیا۔ اور طلباء کو مشورہ دیا کہ وہ فوراً سکول میں آجائیں۔ ان کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا جائے گا

—— کوٹ عبدالخالق ضلع ہوشیارپور کے پیر عبدالخالق صاحب ۷ جون کو انتقال کر گئے۔ انہوں نے وہاں اسلامیہ ہائی سکول اور ایک یتیم خانہ جاری کر رکھا تھا۔

—— رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی نے اعلان کیا ہے کہ انٹرمیڈیٹ کے امتحان کے لئے جو ۱۳ جولائی کو ہوگا۔ شملہ۔ ایبٹ آباد۔ دہرم سالہ نئے سنٹر مقرر کئے گئے ہیں۔ سری نگر اور گھوڑا گلی میں پہلے ہی سنٹر ہیں۔ جو طالب علم کسی نئے سنٹر میں تبدیل ہونا چاہے وہ اپنے پرنسپل کی وساطت سے ۲۰ جون تک مسٹر رجسٹرار کے دفتر میں اپنی اپنی درخواست مع دو عدد فوٹو کے بھیجدے ؎

—— ۷ جون سے میکلیگن کالج مغل پورہ کے تنازعہ کے متعلق چیف انجینئر نے تحقیقات شروع کر دی ہے۔

اور سٹاف کے چند ممبروں کی شہادتیں قلمبند کی جا چکی ہیں

—— مہاراجہ صاحب کشمیر عنقریب لندن جا رہے ہیں۔ اور غالباً ۱۹ جون کو سری نگر سے روانہ ہو جائیں گے۔

—— دارالعوام کی انڈیپنڈنٹ لیبر پارٹی کے سات ممبران نے ایک بیان شائع کیا ہے۔ کہ انتخابات کے سلسلہ میں مصر میں جو نازک صورت حالات پیدا ہو رہی ہے اس کی طرف برطانیہ کو فوراً توجہ کرنی چاہیئے۔ دنیا اس کی ذمہ واری ہم پر ڈال رہی ہے۔ کیونکہ ہم اہل مصر کو ایک ایسی حکومت تسلیم کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ جس کی ہر دلعزیزی روز بروز کم ہو رہی ہے۔

—— کانپور میں ۵ جون کو رات کے دو بجے ایک ہندو کے گودام میں آگ لگ گئی۔ اس کے اندر کئی لاکھ کی روئی پڑی ہوئی تھی اور ساتھ کے گوداموں میں مٹی کا تیل اور اناج وغیرہ تھا۔ چونکہ ہوا بہت تیز تھی اور روئی تیل سے تر ہو گئی اس لئے ہزارہا آدمیوں اور کئی فائر بریگیڈوں کی انتہائی کوشش کے باوجود ۱۴ گھنٹہ تک آگ پر قابو نہ پایا جا سکا۔ نقصان کا اندازہ دس لاکھ روپیہ کیا جاتا ہے۔ اس سے قبل کانپور میں ایسی تباہ کن آتشزدگی کبھی نہیں ہوئی

—— برمیوں کے متواتر حملوں سے تنگ آکر برما ضلع تنگو سے ایک ہزار ہندوستانی نقل مکانی پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ان کے علاوہ بارہ سو ہندوستانی جو مختلف حصص سے آئے ہیں۔ رنگون کے ایک خالی ہسپتال میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ جو سرکاری طور پر اس کام کے لئے وقف کیا گیا ہے

—— مانڈلے کی خبر مظہر ہے کہ وہاں ایک ساحلی گاؤں کے ایک دیہاتی کو تہ آب کی مٹی سے ایک بیش قیمت ہیرا دستیاب ہوا ہے۔ جو وزن میں سات کیرٹ بتایا جاتا ہے۔ اور جس کی قیمت کا اندازہ پانچ لاکھ روپیہ کیا جاتا ہے۔

—— لندن کی تازہ ترین خبروں سے پایا جاتا ہے۔ کہ ہندوستانی مسئلہ کے متعلق انتہائی رجعت پسند زور پکڑتے جا رہے ہیں۔ اور اس بات کا امکان پیدا ہو گیا ہے۔ کہ مختلف پارٹیوں کے ان تمام ممبروں کو جو اپنی اپنی پارٹی سے اس مسئلہ میں اختلاف رکھتے ہیں۔ جمع کر کے مسٹر چرچل اور سر جان سائمن ایک نئی پارٹی مرتب کریں گے

—— لارڈ سنہا آنجہانی کے فرزند مسٹر سوشل کمار سنہا کلکتہ کے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ مقرر ہوئے ہیں۔

—— باکو کے قریب تیل کے تالابوں میں بجلی گرنے سے آگ لگ گئی۔ جس سے تمام رقبہ آگ کا سمندر بنا ہوا ہے شہر اور گرد و نواح کے باشندے سخت حیران ہیں فائر بریگیڈ اور فوجیں روانہ کی گئی ہیں۔ شہر سخت خطرہ میں ہے۔

—— محکمہ ڈاک نے موجودہ اقتصادی حالت کے پیش نظر پارسلوں کے کرایہ کی شرح میں اضافہ کر دیا ہے۔ چنانچہ آئندہ ۲۰ تولہ تک ۲ پیس سے زیادہ اور چالیس سے کم کے لئے ۴ اور چالیس تولہ اور اس کے کسی حصہ کے لئے ۴ محصول ہوگا

—— شمالی انام سے قتل و غارت گری کی خبریں آرہی ہیں۔ کمیونسٹوں کی جماعتیں گرجاؤں اور مکانوں کو آگ لگاتی پھرتی ہیں۔ ایک گاؤں کے باشندوں کی آنکھوں میں حکم عدولی کی وجہ سے انہوں نے جلتا ہوا تیل ڈال دیا ایک شخص کے جسم پر جلتی ہوئی رال ڈال دی

—— مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے لاء کالج لاہور کے ایک سکھ طالبعلم کو جس نے ہوابازی کے کلب میں تعلیم حاصل کی ہے۔ ہندوستان کے ہوائی سفر کے لئے ایک ہوائی جہاز عطا کیا ہے

—— مسٹر سکھدیو جسے مقدمہ سازش لاہور میں پھانسی کی سزا ہو چکی ہے اسکی بہن کو گورنمنٹ زنانہ سکول لائل پور سے معطل کر دیا گیا۔

—— نینی تال ۸ جون۔ فسادات کانپور کی تحقیقات کے لئے حکومت نے جو کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کی رپورٹ شائع ہو گئی ہے۔ کمیٹی تحقیقات کے بعد جن نتائج پر پہنچی ہے ان کو گورنر باجلاس کونسل نے صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ فساد پر قابو پانے کے لئے حکام نے جو ذرائع اختیار کئے۔ ان پر تبصرہ کرتے ہوئے کمیشن نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کانپور نے اول اول تو نہایت دور اندیشی اور تدبر سے کام لیا۔ مگر بعد میں تشویشناک صورت حالات پیدا ہوتے ہی جب کہ شہر میں ان کی موجودگی کی اشد ضرورت تھی۔ وہ کرفیو آرڈر تحریر کرنے اور اس کے نفاذ کا حکم لکھنے کے لئے چلے گئے۔ گورنر باجلاس کونسل نے رائے ظاہر کی ہے۔ کہ اگر مسٹر سیل ضلع کانپور کے انچارج رہیں۔ تو دونوں قوموں کے درمیان باہمی اتحاد کی فضا پیدا ہونے کی توقع ممکن نہیں۔ خان بہادر سید غلام حسین کوتوال کے متعلق گورنر باجلاس نے رائے ظاہر کی ہے۔ کہ ان کا گزشتہ ریکارڈ نہایت شاندار رہا ہے لیکن اس موقعہ پر انہوں نے اس "قیادت" کا مظاہرہ نہیں کیا جس کی توقع ان کی پوزیشن کے افسر سے ہو سکتی تھی۔ کمیشن نے اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ فسادات کے دوران میں اموات کی تعداد چار سو اور ساڑھے چار سو کے درمیان ہے۔ بے شمار مندر اور مساجد جلا دی گئیں۔ اور ان کی توہین کی گئی۔ کثیر التعداد مکانات جلا ڈالے گئے۔ اور لوٹ لئے گئے ؎

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا